شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

اپنے ایمان کو تازہ رکھیں !
گھر بیٹھے دینی اور اصلاحی مجالس کی براہِ راست نشریات سنیں !
livemajlis
(www.khanqah.org)
اس کے علاوہ جب چاہیں عالم اسلام کے نامور روحانی بزرگ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے فرزند ارجمند
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
کے اصلاحی بیانات بھی سنے جاسکتے ہیں۔
باخبر رہیں !
خانقاہ سے متعلق تازہ ترین اطلاعات اور اعلانات
اپنے موبائل پر فوراً وصول کریں !
@khanqahashrafia
F KHANQAHASHRAFIA لکھ کر
40404 پر SMS بھیجیں۔

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۳

سکون قلب کی بے مثال نعمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از طرف

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

ضروری تفصیل

وعظ : سکونِ قلب کی بے مثال نعمت

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء، مسجد شہداء لاہور، بروز جمعرات، بعد نمازِ عشاء

تاریخِ اشاعت : ۲۴ شوال ۱۴۳۵ھ، مطابق ۲۱ اگست ۲۰۱۴ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

تعداد : پانچ ہزار

ضروری اعلان

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیر نگرانی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شائع کردہ تمام کتابوں کے متن کے اصلی، مستند اور عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

عنوانات

پیش لفظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تصوف کے شعبہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اصلاحِ اخلاق کے باب میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے انسان کی جن اخلاقی بیماریوں کی نبض پر ہاتھ رکھ کر ان کی تشخیص اور علاج تجویز فرمایا اور اس سلسلہ میں جو نسخۂ زود اثر پیش فرمایا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اس میں کیا شک ہے کہ امت کے دنیاوی مسائل میں اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ذہنی اطمینان اور قلبی سکون کا ہے۔ اس وقت سارا عالم اس دولتِ بے بہا کے حصول کے لیے حیراں و سرگرداں ہے مگر "ہنوز دلّی دور است" کے مصداق اس کے حصول سے کوسوں دور ہے کیونکہ یہ وہ نعمتِ بے مثل ہے جو زمین پر نہیں پائی جاتی، آسمانوں سے اُترتی ہے ؎

میرے پینے کو دوستو سن لو

آسمانوں سے مے اُترتی ہے

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنا یہ شعر پڑھ کر اپنے اس دردِ دل کی ترجمانی کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے انوار اور تجلیات سے معمور تھا۔ حضرت والا کی دلی خواہش تھی کہ اپنے قلب کی اس دولتِ آسمانی کو سارے عالم میں نشر کروں تاکہ دنیا کے ایک ایک انسان کا قلب اس دولت سے معمور ہو جائے۔ کیونکہ یہی وہ دولت ہے جس کو قرآن و حدیث میں سکینہ یعنی سکونِ قلب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت والا نے اس وعظ میں ان اعمال کا ذکر فرمایا ہے جن کے باعث سکون و اطمینان کی اس دولت سے سرفراز ہوا جاسکتا ہے جو لاکھوں روپے خرچ کرکے بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس وعظ کو نافع بنائیں اور اس کی قدر کرکے ان اعمال کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں جو سکونِ دوجہاں کے حصول کا باعث ہیں، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

سکونِ قلب کی بے مثال نعمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾[1]

انسان کے ہر عمل کا مقصد حصولِ سکون ہے

عزیزانِ محترم! دنیا میں جتنی حرکت اور جتنا عمل اور جو کچھ بھاگ دوڑ اور محنت ہورہی ہے چاہے وہ دکان کھولنے کی ہو یا فیکٹری قائم کرنے کی ہو یا وزراتِ عظمیٰ کی کرسیوں کی ہو یا دکانداری کا کوئی سلسلہ ہو، جو شخص جہاں جارہا ہے اور جو شخص جہاں نہیں جارہا ہے، جو کچھ کررہا ہے اور جو کچھ نہیں کررہا ہے، جو کھارہا ہے، جو نہیں کھارہا ہے غرض دنیا میں جتنے افعال اور اعمال ہیں سب کا مقصد اطمینان اور دل کے چین کا حصول ہے مثلاً ایک شخص ایئرکنڈیشن میں بیٹھا ہے، وہ کہیں نہیں جارہا ہے، اُس کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت شدید گرمی ہے، لُو چل رہی ہے، سڑکوں پر دھوپ ہے لہٰذا یہاں چین ملے گا۔ ایک شخص صبح فجر کے بعد باغات میں ٹھنڈی ہوا اور آکسیجن حاصل کرنے کے لیے بھاگا جارہا ہے، اُس وقت اس کو یہ ضرورت ہے کہ قدرتی ہوا لینی چاہیے تاکہ میں صحت مند اور اطمینان سے رہوں۔ ایک بہت بڑے عالم کا قول ہے کہ صبح کی ہوا، لاکھ روپے کی دوا۔ غرض یہ کہ کوئی حرکت، کوئی سکون، کوئی قول، کوئی فعل جو کچھ بھی انسان صبح سے لے کر رات کو سونے کے وقت تک کرتا ہے، یہاں تک کہ جو سو بھی رہا ہے تو ان سب کا مقصد دل کا چین اور قلب کا سکون ہے، اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔

[1] الرعد: ۲۸

اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ فلاں کام کرنے سے دل کو پریشانی ہوگی، بے اطمینانی ہوگی تو اُس کام کو کوئی عقلمند آدمی نہیں کرسکتا، البتہ پاگل مستثنیٰ ہے، پاگل پریشانی والا کام بھی کرلے گا اور یہاں بندر بھی مستثنیٰ ہے۔ بندر پر دو لطیفے یاد آگئے۔

ایک جعلی پیر نے کوئٹہ میں ایک شخص سے کہا کہ تمہاری ترقی ہو جائے گی، تم کو پرموشن مل جائے گا بشرطیکہ میرے کمرہ میں جہاں مرید لوگ آتے ہیں وہاں عمدہ قسم کے صوفے اور عمدہ قسم کے قالین ڈلوادو اور ایک وظیفہ بھی پڑھنا پڑے گا، اُس میں ایک شرط یہ ہے کہ وظیفہ پڑھتے وقت بندر کا خیال نہ کرنا۔ تو اس نے کہا حضور! صوفہ کتنے میں آئے گا، آپ ہم سے نقد لے لیجیے، اپنی پسند کا سامان خرید لیجیے۔ یہ آج سے پندرہ برس پہلے کی بات ہے۔ تو جعلی پیر نے دس ہزار روپے لے لیے۔ اب جناب بجائے ترقی ہونے کے وہ جس عہدہ پر تھا اُس سے بھی نیچے گر گیا، اب اُسے بہت غصہ آیا، اُس نے جعلی پیر سے کہا کہ آپ نے صوفہ کا عیش بھی حاصل کرلیا، میں نے دس ہزار روپے بھی دے دیئے اور آپ کا بتایا ہوا وظیفہ بھی پڑھا لیکن آپ نے جو کہا تھا کہ ترقی ہوجائے گی، تو ترقی کی بجائے تنزلی ہوگئی۔ اُس نے کہا کہ صاحب! آپ نے وظیفہ پڑھنے کی شرط پوری نہیں کی تھی۔ یہ پیر بہت چالاک تھا، اُس نے کہا کہ جب تم نے وظیفہ شروع کیا تھا تو بندر کا خیال آیا تھا کہ نہیں؟ اُس نے کہا کہ اگر تو مجھے بندر کے خیال سے منع نہ کرتا تو زندگی بھر کبھی بندر کا خیال نہیں آتا لیکن اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ اِذَا مُنِعَ، انسان کو جس چیز سے منع کر دیا جاتا ہے اسے خواہ مخواہ اُس چیز کا خیال آتا ہے لہٰذا تم نے ایسی شرط لگائی کہ اگر ہم بھی تمہیں اس شرط کے ساتھ کوئی وظیفہ بتادیں تو تم بھی مستثنیٰ نہیں ہوسکتے۔

دوسرا لطیفہ یہ ہے کہ نقل کے لیے عقل چاہیے۔ ایک بندر درخت پر بیٹھا کارپینٹر یعنی بڑھئی کو لکڑی چیرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں بڑھئی کو ناشتہ کے لیے گھر جانا پڑا تو اُس نے لکڑی کا جتنا حصہ چیر دیا تھا اُس میں لکڑی کا ایک ٹکڑا لگا دیا تاکہ دونوں حصے پھر مل نہ جائیں۔ اب بندر کو خیال آیا کہ کیا وجہ ہے کہ انسان جو کام کرے ہم نہ کرسکیں۔ اس نے درخت سے اُتر کر آرا چلانا شروع کردیا۔ جب اُس نے تھوڑا سا آرا چلایا اور لکڑی کے دونوں

حصوں کا فاصلہ زیادہ ہوا تو لکڑی کا وہ ٹکڑا جو بڑھئی پھنسا کر گیا تھا گر گیا جس کی وجہ سے لکڑی کے دونوں حصے آپس میں مل گئے اور بندر کا ایک پیر اس میں آگیا۔ اب بندر ایسا زور سے چلّایا کہ زندگی میں کبھی ایسا نہ چلّایا ہوگا۔ بڑھئی نے جو آواز سنی تو ناشتہ چھوڑ کر بھاگا کہ کیا ماجرا ہوگیا۔ جب اس نے دیکھا کہ بندر اس مصیبت میں مبتلا ہے تو فوراً لکڑی کا ٹکڑا اُٹھایا اور لکڑی کے دونوں حصوں کو چیر کر ان کے بیچ میں رکھ دیا، جب دونوں حصوں میں فاصلہ ہوگیا تو بندر نکل کر بھاگا اور اس طرح بھاگا کہ پھر مڑ کر اُس طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔

گناہوں سے لذت حاصل کرنے والے کی مثال

بالکل یہی مثال گناہوں کی لذت کی ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ میں ہمیں چین ملے گا بس اُس کا حال بھی یہی ہے کہ گناہ کرتے وقت تھوڑا سا مزا ملتا ہے، جیسے خارش کی بیماری میں مزا آتا ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے وقوف لوگ خارش کی بیماری میں کھجانے کا مزا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب کھجاتا ہوں تو مزا آجاتا ہے لیکن کھجانے کے بعد جب خون نکلتا ہے اور کھجاتے کھجاتے کھال پھٹ جاتی ہے تو اتنی جلن ہوتی ہے کہ شروع میں جو یہ کہتا تھا کہ آہا ایسا مزا آرہا ہے جیسے میری شادی ہورہی ہے اور ولیمے کی دیگ چڑھ رہی ہے، بریانی پک رہی ہے، شامیانے لگ رہے ہیں لیکن جب خارش کرلینے کے بعد کھال پھٹ جاتی ہے اور خون نکلنے لگتا ہے اور جلن بڑھ جاتی ہے پھر کہتا ہے کہ افوہ! بیوی بھی بھاگ گئی اور شامیانے بھی اُجڑ گئے؎

حسن رخصت ہوا گلے مل کے
شامیانے اُجڑ گئے دل کے

یہ اس فقیر کا شعر ہے۔ میری شاعری کو سن کر بڑے بڑے شاعر تعجب کرتے ہیں کہ یہ مُلّا ہو کر ایسے شعر کہتا ہے، بس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے حالانکہ میرا کوئی استاد نہیں ہے، میرا درد میری شاعری کا استاد اور امام ہے، میں نے کبھی کسی استاد سے شاعری نہیں سیکھی۔ ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کو شاعری کیسے آگئی؟ میں نے کہا کہ مجھ کو تمہارے درد نے یعنی اللہ تعالیٰ کے

درد نے شاعر بنادیا، اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد جس کو مل جاتا ہے پھر اس کی شاعری شاعری ہوتی ہے ورنہ محض تُک بندی اور دماغی کوشش ہوتی ہے۔

گناہ کے تقاضوں کا علاج

تو اس نے کہا کہ خارش کے وقت تو کھجانے میں بڑا مزا آیا لیکن اب اتنی تکلیف ہورہی ہے اور ایسا معلوم ہورہا ہے کہ ولیمہ کی دیگیں اُڑ گئی، شامیانے اُجڑ گئے اور بیوی بھی مر گئی۔ گناہ کا بھی بالکل یہی حال ہے، شیطان گناہ میں مزا ڈال دیتا ہے لیکن آپ یہ بتایئے کہ خارش کا علاج کھجانا ہے یا خون صاف کرنے کی دوا پینا ہے؟ خارش کا علاج کھجانا اور مزا لینا نہیں ہے ورنہ تو سڑتے سڑتے سارے جسم کی کھال خراب ہوجائے گی، ہاتھی جیسی کھال ہوجائے گی۔ میں نے ہندوستان میں ایک ایسا مریض دیکھا ہے جس کی کھال خارش کی وجہ سے ہاتھی جیسی ہوگئی تھی۔ خارش کی بیماری ایسی بُری ہے اور یہ خون کی خرابی سے ہوتی ہے، اس مریض کی بیماری ایسی بڑھ گئی تھی کہ انسان بھی معلوم نہیں ہورہا تھا۔ تو خارش کا علاج کیا ہے؟ مصفی خون۔ خون صاف کرنے والی دوا پی جائے، جب اندر سے خون صاف ہوجائے گا تو کھجانے کا دل ہی نہ چاہے گا، نہ کھال پھٹے گی، نہ خون نکلے گا، نہ سوزش ہوگی، آرام سے رہے گا۔ جن لوگوں کا خون خراب نہیں ہے اُن کو کوئی کھجانے لگے تو کہیں گے کہ کیا مذاق کررہے ہو، مجھے خارش نہیں ہورہی کیونکہ خون صاف ہے۔ تو جس طرح خارش کا علاج کھجانا نہیں ہے اسی طرح گناہ کے تقاضوں کا علاج گناہ کرنا نہیں بلکہ دل کی جس خرابی اور فساد سے گناہ کے تقاضے پیدا ہورہے ہیں، دل کی اس گندگی اور خباثت کا علاج کروالیجیے تاکہ قلبِ سقیم، قلبِ سلیم ہوجائے، دل میں اللہ کا خوف آجائے، قیامت کا یقین آجائے پھر گناہ چھوڑنے میں پریشانی نہیں ہوگی بلکہ گناہ چھوڑ کر آپ خوشی محسوس کریں گے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

اہل اللہ کی صحبتوں سے گناہ چھوڑنا آسان ہوجاتا ہے

ایک شخص دس ہزار روپے رشوت لے کر چلا۔ اتنے میں اُس کا ایک دوست موٹر سائیکل پر آیا اور اُس کے کان میں کہا کہ تمہارے ان نوٹوں پر جو تم نے رشوت میں لیے

ہیں، تم کو پھانسنے کے لیے اور جیل میں ڈالنے کے لیے دستخط کیے گئے ہیں لہٰذا اب تمہیں پکڑنے کے لیے تمہارے پیچھے پولیس کی جیپ آرہی ہے۔ تو اُس نے جلدی سے وہ نوٹ کھلے ہوئے گٹر میں ڈال دیئے۔ اب بتایئے جناب! اس وقت دس ہزار کی رقم کو گٹر میں ڈالنے پر اس کو کچھ مجاہدہ ہوگا، پریشانی ہوگی یا خوشی ہوگی؟ تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خبر دار! بزرگوں کے پاس مت جانا، اللہ والوں کے پاس مت جانا، علمائے دین اور علماء ربانین کے پاس مت جانا ورنہ گناہوں کا عیش چھوڑنا پڑے گا تو ہمارے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ گناہ چھوڑنا نہیں پڑے گا بلکہ گناہ چھوڑ کر دل خوش ہو جائے گا۔ جب اللہ پر یقین آئے گا، جیسے اُس کو اپنے دوست کے کہنے سے پولیس کی گاڑی پر یقین آگیا تھا، اسی طرح جب اللہ اور رسول پر، جنت اور دوزخ پر اور قیامت کی پیشی پر اتنا ہی یقین آجائے گا تو بڑے سے بڑے گناہ، پرانے سے پرانے گناہ کی لذتوں کو اور پرانی سے پرانی عادتوں کو چھوڑ کر انسان خوشی محسوس کرے گا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا کہ یااللہ! آپ کا احسان ہے کہ آپ نے اپنے غضب اور قہر کے عذاب سے مجھ کو حفاظت نصیب فرمائی۔ اللہ کے غضب کے سائے میں ایک سانس بھی جینا شرافتِ عبدیت اور شرافتِ بندگی کے خلاف ہے۔ کیا عجب ہے کہ اُسی وقت موت آجائے اور جس حالت میں انسان کو موت آئے گی اُسی حالت میں قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے امتی کون ہیں؟

یہاں میں ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں اور اُس حدیث کا حوالہ بھی دینا چاہتا ہوں۔ ہم لوگوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا، آپ کو دیکھے بغیر آپ کی رسالت اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے ہیں۔ بتایئے! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم سب کا ایمان ہے یا نہیں؟ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مَتٰی اَلْقٰی اَحِبَّائِیْ؟ میں اپنے حبیبوں سے، اپنے پیاروں سے کب ملوں گا؟ حَبِیْبٌ کی جمع ہے اَحِبَّاءُ، جیسے طَبِیْبٌ کی جمع ہے اَطِبَّاءُ۔ تو صحابہ نے عرض کیا اَلَسْنَا اَحِبَّاءُكَ؟ کیا ہم آپ کے پیارے اور حبیب نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ، تم میرے صحابہ ہو،

میرے ساتھی ہو، وَ اَحِبَّائِیَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بَعْدِیْ وَ لَمْ یَرَوْنِیْ، میرے حبیب اور پیارے وہ ہیں جو میرے بعد مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھ کو دیکھا بھی نہیں ہو گا۔ بتائیے کہ دیکھنے کے بعد ایمان لانا زیادہ آسان پرچہ ہے یا بغیر دیکھے ایمان لانا زیادہ آسان ہے؟

انسان کی عبادت فرشتوں سے افضل کیوں ہے؟

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ بغیر دیکھے زمین پر اللہ کو یاد کر رہے ہیں، ان کے ذکرِ عالمِ غیب پر ملائکہ عالم شہادت کے ذکر کو چھوڑ کر زمین پر آتے ہیں اور اُن کے ذکر کا مزا لیتے ہیں۔ ملائکہ اللہ کو دیکھ کر جو ذکر کر رہے ہیں تو وہ عالم ملکوت سے اپنے اُس ذکر کو چھوڑ کر یہاں زمین پر آتے ہیں، یہاں کوئی تلاوت کر رہا ہو، کہیں درسِ قرآن ہو رہا ہو، درسِ حدیث یا وعظ ہو رہا ہو یا کوئی اللہ اللہ کر رہا ہو، یہ وہاں جاکر اس کو گھیر لیتے ہیں۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنا عالم شہادت یعنی خدائے تعالیٰ کو دیکھ کر، اُس عالم حضوری کے ذکر کو چھوڑ کر زمین پر جو بغیر دیکھے خدا کو یاد کر رہے ہیں ان کے عالم غیب اور ایمانِ غیب کے ذکر کا فرشتے مزا کیوں لیتے ہیں؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم غیب کا ذکر عالم شہادت سے افضل ہے، دیکھ کر خدا کو یاد کرنے سے بغیر دیکھے یاد کرنا زیادہ افضل ہے کہ انسان بغیر دیکھے ایمان لا رہا ہے اور اپنے اللہ کو یاد کر رہا ہے، وضو کر رہا ہے، نماز پڑھ رہا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، کیا بات فرماتے ہیں ؎

عشق من پیدا و دلبر ناپدید

میرا عشق تو ظاہر ہے مگر میرا محبوب پوشیدہ ہے، نظر نہیں آتا ہے، جن کے لیے ہم وضو کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، رمضان شریف میں دن بھر بھوکے رہتے ہیں، پیاسے رہتے ہیں، جن کے لیے ہم مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں، جن کے لیے حج و عمرہ کرتے ہیں، جن کے لیے جہاد میں گردن

کٹاتے ہیں اور اپنا خون زمین پر بکھیر دیتے ہیں وہ ہمیں نظر نہیں آتا ہے، ہم بغیر دیکھے اس ذات پر فدا ہو رہے ہیں۔

شوقِ جہاد میں مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدات

مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ دلّی سے جہاد کے لیے بالا کوٹ آئے تھے جہاں اُنہوں نے اپنا خون بالا کوٹ کے پہاڑوں کی گھاس اور تنکوں پر بکھیر دیا تھا۔ یہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے، جب یہ دلّی کی سڑکوں سے گذرتے تھے تو لوگ ان کے ادب میں اس طرح کھڑے ہو جاتے تھے جس طرح مغلیہ شہزادوں کے ادب میں کھڑے ہوتے تھے، دلّی کے لوگ شاہ ولی اللہ کے بیٹوں اور پوتوں کا اتنا ادب کرتے تھے۔ مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بہت ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے لیکن جہاد کی تیاری کے شوق میں دلّی میں دریائے جمنا میں کود پڑتے تھے اور تیرنے کی اتنی مشق کرتے تھے کہ تقریباً دو سو کلو میٹر دور آگرہ میں نکلتے تھے۔ میرے پیر و مرشد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھری برسات میں دہلی میں دریائے جمنا میں کود کر تیرتے ہوئے آگرہ میں نکلتے تھے تاکہ اگر جہاد میں دریا میں کودنا پڑے تو مشکل پیش نہ آئے۔ دلّی کی مسجد فتح پوری میں دن کے بارہ بجے جون کے مہینہ میں جب پتھر اتنا گرم ہو رہا ہوتا تھا کہ پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تھے، اُس پر پاؤں رکھ کر چلنے کی مشق کرتے تھے۔ تو انہوں نے دلّی سے چل کر بالا کوٹ کی گھاس اور تنکوں پر اپنا خون بہایا۔ ایک شاعر نے کتنا پیارا شعر ان کے مقبرہ کی تختی پر لکھا ہے ؎

خونِ خود را بر کوہ و کوہسار ریخت

اللہ کے اس عاشق نے اپنے خون کو بالا کوٹ کے پہاڑوں کی گھاس اور تنکوں پر بکھیر دیا۔ اس کو عشق کہتے ہیں۔

نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے

یہ کیا عشق ہے کہ کوئی حسین عورت سامنے آجائے، اب نظر بچانا مشکل ہے۔ اس وقت یہ شخص سب فرمانِ رسالت اور فرمانِ عالی شان یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا قرآن پاک

بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ[۲] اے نبی! ایمان والوں سے فرمادیں کہ کسی کی بہو، بیٹی غرض نامحرم عورتوں میں سے کوئی بھی ہو اُس سے اپنی نظر کو نیچی کرلیں، یہ نہیں کہ اُلّو کی طرح سے منہ پھیلا کر دیکھ رہے ہیں کہ منہ میں پانی آرہا ہے اور اسے دیکھ دیکھ کر رال ٹپکارہے ہیں، ایسے وقت میں اُس کے چہرے کو دیکھو تو اُس پر لعنت برستی محسوس ہوگی۔ ایک شخص عورتوں سے نظر بازی کرکے آیا تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا مَابَالُ اَقْوَامٍ یَتَرَشَّحُ مِنْ اَعْیُنِھِمُ الزِّنَا، کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زِنا ٹپکتا ہے۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ، آنکھوں کا زِنا ہے نظر بازی، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ[۳] حسین لڑکوں اور نامحرموں سے گفتگو کرنا، نامحرم عورتوں سے بے پردہ ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ کانوں کا زِنا ہے، البتہ ضرورت کی بات کرسکتے ہیں جیسے ہوائی جہاز پر سفر کرنا ہے، اس کے لیے ٹکٹ خریدنا مجبوری ہے اور ٹکٹ دینے کے لیے لڑکی بیٹھی ہے تو یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے لیکن اب اُس سے ضرورت سے زیادہ بات کرنا کہ آپا آپ نے ایم ایس سی کہاں سے کیا تھا؟ کس کالج میں پڑھا تھا؟ تو بلاضرورت سوالات کرکے مزا لینا یہ حرام ہے۔

استحضارِ حق کے لیے ایک مفید مراقبہ

اس وقت یہ دھیان کرو کہ میری نظر پر اللہ کی نظر ہے۔ اگر یہ تصور قائم ہوجائے جس کا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ کراتے تھے کہ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی، کیا اللہ ہم کو دیکھ نہیں رہا ہے، کیا انسان نہیں جانتا ہے کہ اللہ اُس کو دیکھ رہا ہے۔ اس مراقبہ کا نام حاجی صاحب نے مراقبۂ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی[۴] رکھا تھا، یہ تین منٹ روز کا مراقبہ ہے، جیسے گھڑی کو چابی تھوڑی دیر دی جاتی ہے لیکن وہ چلتی چوبیس گھنٹہ ہے، آپ

---

[۲] النور:۳۰

[۳] اخرجه البخاری فی صحیحه فی باب "وحرام علی قریة اهلکناها" ۹۷۸/۲،برقم (۶۶۵۲)، مطبوعه کتب خانه مظهری

[۴] العلق:۱۴

تھوڑی دیر اس کا مراقبہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو راستہ چلتے بھی ان شاء اللہ یہ خیال قائم رہے گا۔ اگر اچانک نظرِ اوّل پڑ بھی جائے گی تو فوراً ہٹالے گا کیونکہ جانتا ہے ؎

میری نظر پہ اُن کی نظر پاسباں رہی

افسوس اس احساس سے کیوں بے خبر تھے ہم

آج ہم جن کو دیکھ کر اپنی آنکھوں سے حرام لذت کی بدمستیاں حاصل کررہے ہیں، یہی صورتیں چند سالوں کے بعد بگڑ کر ایسی بدشکل ہوجائیں گی کہ آپ سے دیکھا نہ جائے گا اور آپ کہیں گے کہ ؎

دیکھا نہیں جاتا ہے مگر دیکھ رہا ہوں

آپ بتایئے! سولہ سال کے لڑکے جب ستّر سال کی عمر میں آئیں گے تو کیا اس وقت عشق بازوں کو اِنہیں دیکھنے کا جی چاہے گا؟ ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی

کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

یہ جو ٹیڈیاں جارہی ہیں ایک دن وہ نانی امّاں بن جائیں گی، اور ٹیڈے نانا ابّا بن جائیں گے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ خالق زندگی کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، کہاں مخلوق پر مرتے ہو ؎

ارے یہ کیا ظلم کررہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے

جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں

مرنے والوں پر مرنے والا ڈبل مردہ ہوجاتا ہے اور اُس کا حلال اطمینان اور گھر کا سکون، بیوی، بچے غرض حلال نعمتیں بھی خراب ہوجاتی ہیں۔ اس کو ایک مثال سے ثابت کرتا ہوں۔

بدنظری حلال نعمتوں کی لذت بھی خراب کردیتی ہے

دیکھئے! ایک شخص نے دعوت کی، قالین بچھا ہوا ہے، خوب گرم گرم بریانی موجود ہے، اتنے میں وہاں ایک کفن پوش مُردہ رکھ دیا گیا اور اعلان ہوا کہ آپ لوگ خوب کباب اور بریانی کھایئے اور مرنڈا پیجئے، اس کے بعد اس مردہ کا جنازہ پڑھنا ہے جو سامنے رکھا ہوا

ہے۔ آپ بتایئے! آپ کو کھانے میں مزا آئے گا؟ تو جس کے دل میں مُردے لیٹے ہوئے ہیں، مرنے والوں اور حسینوں کے تصورات ہیں، اُس قلب کو اللہ کے نام میں کیا مزا آئے گا اور زندگی کا کیا لطف حاصل ہوگا؟ اُس کی زندگی بے کیف ہوگی کیونکہ دل میں مردے لیٹے ہوئے ہیں۔

نفس کی قید سے رہائی کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ انہوں نے پہلے لَآ اِلٰہَ عطا فرمایا کہ اگر تم لوگ اِلَّا اللّٰہَ کا مزا چاہتے ہو تو پہلے اپنے دل سے لَآ اِلٰہَ کے ذریعہ باطل خداؤں کو نکالو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات فرمائی کہ قید خانہ میں ایک قیدی دوسرے قیدی کی ضمانت نہیں لے سکتا۔ دو قیدی ایک ہی جیل میں ہوں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو قید سے نہیں چھڑا سکتے، چھڑانے والا باہر سے آنا چاہیے۔ تو اللہ والے جو قیدِ شہواتِ نفس سے آزاد ہوچکے ہیں، جو جسم کے اعتبار سے تو آپ کے ساتھ ہیں مگر روح کے اعتبار سے اللہ کے مقرب ہیں وہ آپ کے پاس آئیں گے اور آپ کو اپنی روحانی طاقت سے نفس کی بُری بُری خواہشات کی قید سے نکالیں گے، آپ کے لیے دعا بھی کریں گے اور تدبیریں بھی بتائیں گے، آپ کو کچھ ذکر بھی بتائیں گے کیونکہ ہوائی جہاز اپنے مستقر، مرکز، رَن وے سے اور ایئرپورٹ کی زمین سے اُسی وقت اُڑتا ہے جب اُسے دو چیزیں حاصل ہوجائیں ایک پائلٹ ہو، دوسرا اس کے پیٹرول کی ٹنکی خوب فُل ہو کیونکہ ٹیک آف کرنے میں بہت زیادہ پیٹرول خرچ ہوتا ہے۔ تو انسان چونکہ مٹی کا ہے لہٰذا مٹی کی عورتوں میں، مٹی کے بچوں میں، مٹی کے کھانے میں، مٹی کے پینے میں، مٹی کے کبابوں میں، مٹی کی بریانیوں میں، مٹی کی روٹیوں میں اُس کا دل چپکا ہوتا ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ زمین کے مستقر اور مرکز سے اپنے قلب و جاں کے ہوائی جہاز کو اللہ تعالیٰ کی طرف اڑائے، تو اسے ایک تو رہنما چاہیے جو اسے راستہ بتائے اور دوسرا اُس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیٹرول چاہیے اور یہ دونوں چیزیں اللہ والوں سے ملتی ہیں۔

علم نبوت کتابوں سے اور نورِ نبوت صحبتِ اہل اللہ سے حاصل ہوتا ہے

کتابوں سے علم کی کمیت مل سکتی ہے مگر علم کی کیفیت اہل اللہ کے سینوں سے ملتی ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص اتنا بڑا محدث ہے کہ اگر اس کو اس زمانہ کا امام بیہقی کہا جائے تو روا ہو گا یعنی صحیح ہو گا۔ تو قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ دیکھو علم تو تمہیں کتابوں سے مل جائے گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ نبوت اور نورِ باطن دُرویشوں یعنی اللہ والوں کے سینوں سے ملے گا۔ اہل اللہ کی صحبت پر ایک شعر یاد آیا ؎

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت

اک خانہ بہ خانہ ہے اک سینہ بہ سینہ ہے

میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حکیم اختر! اللہ کا راستہ طے کرنا، نفس سے مقابلہ کرنا، نفس کی گندی گندی خواہشات کو چھوڑنا یوں تو مشکل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کا ہاتھ ہاتھ میں آجائے اور اُس کی صحبت نصیب ہو جائے تو اللہ کا راستہ نہ صرف آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزے دار بھی ہو جاتا ہے۔ ارے! پھر اُس کا سجدہ سجدہ ہوتا ہے۔ اور کیسا سجدہ ہوتا ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس سجدہ کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے جو سجدہ ملتا ہے اُس سجدہ کی کیا کیفیت ہوتی ہے ؎

لیکِ ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا

خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

وہ ایک سجدہ جو پیشِ خدا ہوتا ہے یعنی اللہ کے سامنے ہوتا ہے، مولانا اُس کا ذائقہ بیان کر رہے ہیں کہ جب تو سجدہ میں جا کر جب سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہے گا تو تجھ کو دو سو سلطنت سے زیادہ مزا اس سجدہ میں آئے گا۔

دین کس سے سیکھنا چاہئے؟

لیکن نفس نیاز مندی نہیں چاہتا، کہتا ہے کہ میں بھی انسان ہوں، شیخ بھی انسان ہے، ایک انسان دوسرے انسان کی نیاز مندی کیوں اختیار کرے؟ بس یہی چیز مانع ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اپنی تاریخ دیکھیں کہ ہمارے اکابر، جو علم کے بڑے بڑے آفتاب و مہتاب، سورج اور چاند تھے، انہوں نے بھی اپنے سے کم علم والوں کی صحبت اُٹھائی ہے۔ پیٹرول لینے کے لیے پیٹرول پمپ والے سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تم نے ایم ایس سی کیا ہے یا نہیں؟ یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کے پاس پیٹرول ہے یا نہیں۔ لیکن اگر کسی ملاوٹ والے پیٹرول پمپ یعنی جعلی پیر کے پاس چلے گئے تو وہاں آپ کا ایمان ہی ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا سچے متبع شریعت اور سنت کے پابند اہل اللہ کو دیکھو جنہوں نے بزرگوں کی غلامی کی ہے اور ان کے صحبت یافتہ ہیں اُن سے دین سیکھو۔

اہل اللہ کی صحبت سے سلوک آسان ہو جاتا ہے

اہل اللہ کی صحبت پر ایک شعر یاد آیا پہلے وہ پڑھتا ہوں ؎

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا تو چراغ راہ کے جل گئے

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت! میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ سے بیعت ہو جاؤں مگر مجھ سے تہجد کے وقت اُٹھا نہیں جاتا، اگر آپ میری یہ شرط قبول کرتے ہیں کہ میں تہجد نہیں پڑھوں گا تو میں آپ سے مرید ہو جاؤں گا۔ تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ تم مرید ہو کر شرط لگاتے ہو تو پیر کو بھی ایک شرط لگانے کا اختیار ہے۔ کہا کہ آپ کی کیا شرط ہے؟ فرمایا تھوڑا سا اللہ اللہ کر لینا، کچھ ذکر بتاؤں گا، اُن کا نام لینے کی برکت سے خود ہی اُڑ جاؤ گے، دل اُڑ کر خود ہی اللہ سے چپک جائے گا۔ اللہ خالق مقناطیس ہے، جو مقناطیس پیدا کر سکتا ہے اُس خالق کے نام میں کتنے مقناطیس ہوں گے۔ اتنی بڑی دنیا کے گولے پر جس پر ہم آپ بیٹھے ہیں دنیا کے اس گولے پر پہاڑ بھی

قائم ہیں اور سمندر کا پانی بھی لدا ہوا ہے، ریل گاڑی بھی چل رہی ہے، اس گولے کے اوپر ہم بھی چل رہے ہیں، جو لوگ اس وقت زمین کے نیچے والے حصہ کی طرف ہیں ان کا سر نیچے اور پیر اوپر ہیں، اگر ہم آپ معمولی سی چیز مثلاً ایک قلم کو دیکھیں جس کا وزن بھی تھوڑا سا ہے لیکن یہ اوپر سے چھوڑنے سے نیچے گر جاتا ہے لیکن دنیا کیوں نہیں گرتی، یہ کیوں فضا میں معلّق ہے؟ یہ نظامِ شمسی و قمری غرض فلکیات و ارضیات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ اللہ کے اس مقناطیسی نظام کو دیکھو کہ کس طرح سے وہ سارے عالَم کو سنبھالے ہوئے ہیں تو جو اُن کا نام لے گا کیا وہ اُن کا نہیں بنے گا؟

ذاکر ذکر کی برکت سے مذکور تک پہنچ جاتا ہے

اللہ کے نام میں ایسے مقناطیسی اثرات ہیں کہ اگر کوئی کسی اللہ والے کے مشورے کے مطابق اُن کا نام لیتا ہے تو اس کا دل ان سے چپک جاتا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ جناب آپ ہمیں چھوڑتے ہی نہیں، کہتے ہیں کہ کسی اللہ والے کو پیر نہیں بناتے تو مشیر ہی بنالو۔

خواجہ صاحب نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ بغیر پیر کے ہم محض ذکر سے اللہ تک کیوں نہیں پہنچ سکتے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ پہنچوگے تو ذکر ہی کی برکت سے، جیسے کاٹتی تو تلوار ہی ہے مگر جب کسی سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تو ذکر کے ساتھ اور کسی مشیر اور مربّی کے مشورے سے کہ اُس کی توجہ بھی ہونی چاہیے ذاکر اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مرغی کا بچہ تو انڈے ہی سے نکلے گا مگر اُس کو مرغی کے جسم کی گرمی چاہیے، اگر انڈوں کو اکیس دن تک مرغی کی گرمی نہ دو بلکہ کتاب لے کر گرمی کا مضمون سناتے رہو تو انڈے میں حیات آئے گی؟ اور ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ نہ دیکھو کہ میں زیادہ علم والا ہوں اور میرے پیر کا علم مجھ سے کم ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بطخ مرغی سے افضل ہے لیکن بطخ کا انڈہ اگر مرغی کی گرمی پائے گا تب ہی اُس سے بطخ نکلے گی اور وہ تیرنے بھی لگے گی حالانکہ مرغی تیر نہیں سکتی لیکن بطخ شرافت کی وجہ سے یہ کہے گی کہ مرغی صاحبہ آپ ہی کی گرمی سے مجھے حیات عطا ہوئی ہے، گو اللہ نے مجھے آپ پر فضیلت دی ہے کہ میں پانی میں تیر سکتی ہوں اور آپ پانی میں نہیں تیر

سکتیں۔ دیکھیں! حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آغوشِ گرمی میں مجددِ زمانہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ہوئی لہٰذا یہ مت سوچو کہ ارے گرمی حاصل کرلو پھر تمہاری صلاحیت تمہیں خود ہی اُڑا دے گی بلکہ جس کی گرمی سے آپ کو حیاتِ روحانی عطا ہوئی ہے ساری عمر اس کے شکر گذار رہو۔

بطخ پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ تھانہ بھون میں ایک لڑکا تھا، اُس کو بطخ سے بہت محبت تھی، جب اُس کا استاد کہتا تھا کہ بیٹا! پڑھو تَا، بَا زبر تَبْ، بَا، تَا زبر بَتْ، تَبَّتْ، تو وہ ہجے صحیح کرتا تھا، مگر جب استاد کہتا تھا کہ اچھا ملا کر پڑھو تَبَّتْ تو کہتا تھا بطخ۔ آہ! اُس کے دل میں بطخ ہی گھسی ہوئی تھی۔

سکونِ قلب صرف رضائے حق میں ہے

تو دوستو! میں عرض کرتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کو خوش رکھے گا اور ان کو خوش رکھنا آسان کب ہو گا؟ جب ان کو خوش رکھنے والوں یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہے گا۔ بغیر ٹریننگ اور تربیت کے ایک امرتی نہیں بناسکتے ہو، لاکھ کتابیں پڑھ لو کہ امرتی ایسے بنتی ہے مگر جب امرتی بنانے بیٹھو گے تو چڑیا بناؤ گے۔ تو جن لوگوں نے حرام خوشیوں سے توبہ کرلی، واللہ! منبر سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُن کے قلب میں اللہ نے خوشی کا جو عالَم عطا فرمایا ہے، اُس عالَم کے عالَم کو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ اُس بندہ نے اللہ کی ناخوشی کی راہوں سے اپنے نفس میں حرام خوشیوں کی درآمد سے توبہ کرلی کہ اے خدا! جن خوشیوں سے آپ ناخوش ہوتے ہیں ہم ایسی خوشیوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ شیطان کتنا ہی کہے کہ اس حسین کو دیکھ کر بہت مزا آئے گا، اس کی ناک پتلی ہے، چہرہ کتابی ہے، ہونٹ لال ہیں، مگر اُس وقت میرا ایک شعر پڑھ لو ؎

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
جن سے ربّ میرا اے دوستو! ناراض ہوتا ہے

جس نے اللہ کو ناراض کر کے، اُن کو ناخوش کر کے اپنے دل میں حرام خوشی درآمد کی اُس کے دل کا عالَم کیا ہوتا ہے، اُس کے چہرہ کو دیکھو، جتنے لوگ ٹیڈیوں کے پیچھے پھر رہے ہیں آج اُن کی نیند حرام ہے، اُن کے چہرے بتارہے ہیں کہ بالکل بدحواس ہیں، کسی فاختہ کے پیچھے بے ساختہ پھر رہے ہیں اور حواس باختہ ہیں۔ اس پر مجھے اپنا شعر پڑھنا پڑتا ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے

بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کی کالی زلفوں پر پاگل ہو رہے ہیں، جو تمہاری عقل اُڑائے جارہی ہے، وہی حسینہ جب ستر سال کی بڈھی ہو جائے گی تو تم کو اس کی زلف بڈھے گدھے کی دُم معلوم ہوگی۔ مولانا نے بڈھے گدھے سے تشبیہ دی ہے، جوان گدھے سے تشبیہ نہیں دی کیونکہ بعض منچلے ایسے ہیں کہ کہتے ہیں کہ جوانی جس کسی کی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے۔

انبیاء علیہ السلام سب سے بڑے ماہرین نفسیات ہیں

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو ماہر نفسیات پیدا کرتا ہے۔ دیکھئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بچہ دس سال کا ہو جائے، بچی دس سال کی ہو جائے تو ان کا بستر الگ کر دو چاہے سگے بھائی بہن ہوں، سگی بہن بھی ہو تو بھی دس سال کے بعد سگی بہن اپنی سگی بہن کے ساتھ نہیں لیٹ سکتی، دس سال کے بعد سگا بھائی سگے بھائی کے ساتھ نہیں لیٹ سکتا۔ کیا یہ دلیل نہیں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نفسیات کے تقاضوں سے کس قدر باخبر کیا گیا تھا۔ اس حدیث کو جب میں نے سنایا تو ایک ستر برس کے بوڑھے نے کہا کہ میں نے نو برس کی عمر میں ایک بچے کو گناہ کرتے دیکھا، اس لئے اگر ضرورت محسوس کریں تو دس سال سے پہلے ہی بستر الگ کر دیں کیونکہ آجکل فتنے کا دور ہے۔ آہ! سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو بھی نبوت کے فیضان سے کچھ حصہ علم نفسیات کا عطا فرماتا ہے۔ اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مصرع لگایا کہ جیسے تم کو بڈھے گدھے کی جھڑی ہوئی دم سے نفرت ہوتی ہے ایسے ہی ان حسینوں کے بڑھاپے میں تم کو ان سے نفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا ایسے بگڑنے والوں پر جن کی شکل بگڑنے

والی ہے، خدا کے لیے ان پر اپنی زندگی کو مت بگاڑو، بگڑنے والے پر بگڑنا ڈبل بگڑنا ہے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ جب آنکھ بند ہوگی تو زمین پر جتنے دل بہلانے والے سامان ہیں جن سے ہم خدا کو چھوڑ کر دل لگا رہے ہیں اس وقت پتہ چلے گا کہ ہم نے دل کو کس سے بہلایا تھا۔

موت دنیا کی تمام لذتوں کو ختم کر دیتی ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا جو پانچ دریاؤں سے اپنے قلعہ کے اندر پانی لیتا تھا مگر قلعہ کے اندر کوئی کنواں نہیں کھودا۔ ایک دانشمند وزیر نے کہا کہ قلعہ کے اندر کنواں کھدوالیں چاہے کھارا پانی نکلے، جان بچانے کے لیے تو کافی ہوگا۔ مگر بادشاہ نے بزبانِ حال کہا کہ ؎

آج تو عیش سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

آہ! غالب کے شعر سے کیا ہوتا ہے۔ بس دُشمن نے پتا کرلیا کہ اس بادشاہ کے قلعہ میں پانی کا کوئی کنواں نہیں ہے لہٰذا اُس نے تمام دریاؤں پر بند باندھ دیا۔ بادشاہ اور اس کے خاندان والے سب مر گئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم جن چیزوں سے آج دل کو سکون دے رہے ہو، یہ جو پانچ دریا تمہارے جسم میں باہر سے آرہے ہیں یعنی آنکھ سے اپنے بچوں کو دیکھ رہے ہو، بینک بیلنس کو، کاروبار کی رونقوں کو، مرسیڈیز کاروں اور بنگلے اور قالینوں کو دیکھ کر ان آنکھوں سے تم لذت درآمد کر رہے ہو، جب موت کا وقت آئے گا تو موت کا فرشتہ اس پر بند باندھ دے گا، دریائے چشم پر بند باندھ دے گا پھر آنکھ تو کھلی ہوگی مگر اپنے بچوں کو نہیں دیکھ سکو گے، اپنی بیوی کو نہیں دیکھ سکو گے، اپنے مکان کی شان بان نہیں دیکھ سکو گے، اپنا بینک بیلنس نہیں دیکھ سکو گے، اپنی بریانی اور کبابوں کو نہیں دیکھ سکو گے، اپنا انڈا اور مرنڈا نہیں دیکھ سکو گے۔ اکبر الٰہ آبادی جج شاعر کا کیا خوب شعر ہے ؎

قضاء کے سامنے بیکار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

بیوی آنکھیں چیر کر کہتی ہے کہ میاں میرے لیے مرتے تھے، جماعت سے نماز بھی نہیں پڑھتے تھے اب آنکھیں کھول کر مجھے ایک نظر تو دیکھ لو، تو آنکھ کھلی ہے مگر بیوی کو دیکھ نہیں سکتا، بچے کہہ رہے ہیں کہ بابا! بابا! آپ رات دن میرا گال چومتے تھے، مجھے پیار کرتے تھے، آج ایک نظر مجھے دیکھ لو، بچے بابا کی آنکھ کھول رہے ہیں مگر بابا ہیں کہ اب دیکھ نہیں سکتے، آنکھ کھلی ہے اور ابھی جسم میں روح بھی ہے، ڈاکٹروں کا بورڈ فیصلہ کر رہا ہے کہ ابھی ان میں جان ہے، مگر یہ جیتے جی اپنا دل بہلانے والی چیزیں ٹی وی، وی سی آر، بچے، قالین اور حسینوں کے چکروں سے محروم ہو رہا ہے، اگرچہ ابھی زندہ ہے۔

اسی طرح ایک دن ہمارے کان بھی سننے سے محروم ہو جائیں گے، ہم ٹی وی اور گانے بہت پسند کرتے تھے، کہتے تھے کہ بھئی فلانی مغنیہ کا گانا سن لو۔ آہ! مرنے کی حالت میں، سکرات الموت اور حالتِ نزع میں اُسے سنائی بھی کچھ نہیں دے رہا۔ ماں نے چھوٹے بچہ کے گال پر ابّا کا ہاتھ لگایا کہ آپ ذرا پیار تو کر لو مگر اُسے پتہ ہی نہیں چل رہا، قوتِ لامسہ بھی فیل ہو گئی، قوتِ ذائقہ بھی فیل ہو گئی، اُس کے منہ میں کباب رکھا جا رہا ہے، وہ عاشق کباب تھا اور کہتا تھا ؎

کچھ نہ پوچھو کباب کی لذت

مگر اب وہ کھانے پینے کی لذت سے بھی محروم ہو گیا، پیڑا ڈال کر لسی کے گلاس پر گلاس چڑھاتا تھا، اُس کو احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ ایک دن یہ دن بھی آنے والا ہے۔ بتایئے! ہم سب پر ایک نہ ایک دن یہ وقت آنے والا ہے یا نہیں؟ یا کسی نے آبِ حیات پی رکھا ہے؟ لیکن آپ کو اس دن کے آنے کا فائدہ تب ہی ہو گا جب آپ اُس کو ہر وقت سوچتے رہیں۔

اصل حیات وہ ہے جو اپنی موت کو یاد رکھے

قرآن پاک کی آیت ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ[۵] اس آیت میں اللہ نے موت کو پہلے بیان کیا، زندگی کو بعد میں بیان کیا۔ میرے حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس آیت کی تفسیر بیان کی تو فرمایا کہ جو زندگی اپنی موت کو سامنے رکھتی ہے وہی

۵ الملک:۲

زندگی وطن آخرت کے لیے کچھ کرتی ہے یعنی اللہ کو یاد کرتی ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب چیزیں ایک دن ختم ہونے والی ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو بیان کر کے فرمایا کہ اے دنیا والو! تم دنیا کے مکان، وی سی آر، ٹیلی ویژن اور مرسیڈیز کاروں کو، بینک بیلنس کو اور اپنی شان اور ٹھاٹھ باٹ کو دیکھ کر جو خوش ہو رہے ہو تو ان خوشیوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، تمہارا جسم بھی مثل اُس قلعہ کے پانچ دریاؤں سے ذائقہ حاصل کر رہا ہے۔ کانوں سے سن کر، آنکھوں سے دیکھ کر، ناک سے سونگھ کر، زبان سے چکھ کر، ہاتھوں سے چھو کر۔ جب موت کا فرشتہ آئے گا تو ان پانچوں دریاؤں پر بند باندھ دے گا تب صرف اللہ ہی سے دل بہلے گا لہٰذا اسی زندگی میں اللہ کو راضی کر لو۔

موت کی تیز و تند آندھی میں زندگی کے چراغ جلتے ہیں

پینتالیس سال کی عمر میں مولانا سعدی مکہ شریف میں چائے پی رہے تھے۔ مجھے ٹیلی فون آیا کہ ان کا ہارٹ فیل ہو گیا، چائے پیتے پیتے ان کے ہاتھ سے پیالی گری اور وہ ختم ہو گئے، حالانکہ اُن کو پہلے سے دل کی کوئی بیماری نہیں تھی ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی

تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

تو دوستو! یہی عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اصلی خوشی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو ناخوش کر کے حرام خوشیوں سے دل کو خوش نہ کیجیے۔ وہ بہت طاقت والی، قدرت والی ذات ہے۔ کراچی میں ایک اٹھارہ سال کا جوان تھا، اچانک اُس کے دونوں گردے گر پڑے، جس رگ سے وہ گردے ٹنگے ہوئے تھے اُس رگ میں کینسر ہو گیا، اسے پتہ بھی نہیں چلا، وہ رگ کینسر سے آہستہ آہستہ گل گئی اور اچانک دونوں گردے گر گئے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ آپریشن کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں گردے بیکار ہو گئے۔ جب تک ہم خیریت سے ہیں تو شرارت سوجھتی ہے۔ **اُذْکُرُوا اللّٰہَ فِی الرَّخَاءِ**، سکھ میں اللہ کو یاد کرو، دُکھ میں اللہ تعالیٰ ہمیں یاد کرے گا۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث کو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر

روح المعانی میں بھی نقل کیا ہے، اُذْکُرُوا اللّٰهَ فِی الرَّخَا یَذْکُرْکُمْ فِی الشِّدَّةِ[٦] تم سُکھ میں خدا تعالیٰ کو یاد کرو، اللہ تعالیٰ دُکھ میں تمہیں یاد رکھیں گے۔

بس ایک ہی جملہ کہتا ہوں کہ اس زمین پر اگر خوشی دیکھنی ہے، خوشی سے رہنا ہے، خوشی پر مرنا ہے، خوشی سے پل صراط پر چلنا ہے، خوشی سے میدانِ محشر میں حساب دینا ہے اور جنت میں خوش رہنا ہے تو ایک کام کرلیجیے، میں کچھ زیادہ نہیں بتاتا، صرف ایک کام بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرلیجیے۔ آہ! اس سے زیادہ میں دین کو کیا آسان کروں۔ بس اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کیجیے، اُن کو ناخوش کرکے حرام خوشیاں درآمد نہ کیجیے۔ اب یہ بہت تفصیلی مضمون ہے کہ اللہ کن باتوں سے خوش ہوتے ہیں اور کن باتوں سے ناخوش ہوتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو سمجھنے کے لئے اہل اللہ کے پاس کثرت سے آنا جانا رکھیئے۔

ذکر اللہ کی دو اقسام

اب میں وہ حدیث نقل کرتا ہوں جس کو میں نے ابھی عرض کیا تھا۔ مگر پہلے اِس آیت کے بارے میں سن لیجیے کہ دل کا اطمینان اللہ کی یاد میں ہے، اور یاد کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ایک یادِ مثبت جیسے نماز اور دیگر عبادات، ان سے بھی آپ کے دل کو اطمینان ملے گا، جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی اُن کا دل بے چین رہے گا۔ اور نمبر دو ہے یادِ منفی مثلاً راستہ چلتے ہوئے اگر کوئی عورت سامنے آجائے تو نظر کی حفاظت کرو لیکن ایسی حفاظت نہ کی جائے کہ ایکسیڈنٹ ہو جائے۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

ایسے شخص پر اللہ کو کتنا پیار آتا ہے کہ یہ شخص میری دی ہوئی آنکھ کی روشنی کو کتنا بہترین استعمال کررہا ہے، اسے مجھ پر فدا کررہا ہے۔ تو طاعتِ مثبت کا اہتمام بھی کیا جائے اور

---

[٦] مصنف عبدالرزاق، ۱۳۸/۷، رقم (۳۴۷۹۴)

طاعتِ منفی کا اہتمام بھی کیا جائے، مثلاً ایک آدمی ہر سال حج و عمرہ کر رہا ہے، مگر رشوت نہیں چھوڑی، کم تولنا نہیں چھوڑا، سودے کا عیب نہیں بتایا، ڈاڑھی منڈانا نہیں چھوڑا۔

ڈاڑھی مونچھ کے شرعی احکام

ہمارا کام صرف آپ کی ٹنکی میں تھوڑا سا پیٹرول ڈالنا ہے، علماء کرام تفصیل سے بتائیں گے کہ سنت کا راستہ کیا ہے؟ آپ کے گال کیسے ہونے چاہئیں؟ آپ کے گال فارغ البال نہ ہوں۔ اگر قیامت کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ اے میرے اُمتی! تجھ کو میری شکل میں کیا عیب نظر آیا تھا؟ سکھوں نے تو اپنے گرونانک کی محبت میں اس کے جیسی شکل بنائی، اور سچے پیغمبر کا اُمتی ہو کر تو نے میرے جیسی شکل کیوں نہیں بنائی؟ تو کیا جواب دوگے؟

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ جب سے ڈاڑھی رکھی ہے لوگ بہت ہنس رہے ہیں۔ فرمایا کہ لوگوں کو ہنسنے دو، تم کو قیامت کے دن رونا نہیں پڑے گا اور بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت ڈاڑھی رکھ لی تو لوگ کیا کہیں گے؟ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ بھی تو لوگ ہیں، لگائی تو نہیں ہیں، ارے لوگوں سے تو لُگائی ڈرتی ہے، آپ لوگ ہو کر کیوں لوگوں سے ڈرتے ہیں؟ اور اگر لوگ ہنسیں تو ایک شعر پڑھ دیا کرو۔ میں آپ کو وہ شعر سکھاتا ہوں ؎

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنادے

یہاں کس کی محبت مراد ہے؟ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اللہ کو اپنی ڈاڑھی دکھا کر کہوں گا ؎

تیرے محبوب کی یاربّ شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

آپ بتائیں! ڈاڑھی رکھنا واجب ہے یا نہیں؟ علماء کرام سے پوچھ لیں کہ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے یا نہیں، جیسے عید کی نماز، بقرہ عید کی نماز، وتر کی نماز واجب ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے ''ڈاڑھی کا وجوب'' اس میں ہے کہ چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے کہ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ اگر کسی امام کے نزدیک ڈاڑھی کاٹنا جائز ہوتا تو میں کہتا کہ چلو اس امام کے نزدیک جائز ہے۔

دوستو! چاروں ائمہ کا اجماع ہے کہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ ایک مشت کے بعد بے شک آپ ڈاڑھی کٹادیں، اتنی لمبی ڈاڑھی بھی نہ چھوڑیئے جیسے بمبئی میں ایک صاحب نے ناف کے نیچے تک ڈاڑھی رکھی تھی جسے پیشاب کرتے وقت بغل میں دباتے تھے، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ، صحابہ کی سنت یہی ہے کہ ایک مٹھی کے بعد اپنے طول و عرض سے ڈاڑھی کاٹ دیتے تھے، ایک مٹھی سامنے سے، ایک مٹھی دائیں سے اور ایک مٹھی بائیں سے کاٹتے تھے، ایسی گولائی سے ڈاڑھی خوبصورت بھی لگتی ہے۔

تو دوستو! جس حالت میں موت آئے گی اُسی حالت میں اُٹھائے جاؤ گے۔ اگر مُنڈی ہوئی ڈاڑھی کی حالت میں موت آئے گی تو اُسی حالت میں اُٹھائے جاؤ گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی میں ڈاڑھی منڈے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر سخت تکلیف ہوتی تھی۔ آپ کے پاس ایران کے دو سفیر آئے تھے، ان کی مونچھیں بڑی بڑی تھیں اور ڈاڑھی مُنڈی ہوئی تھی، آپ نے ان کی طرف نظر بھی نہیں ڈالی بلکہ نفرت سے چہرۂ مبارک پھیر لیا۔ تو قیامت کے دن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے چہرہ پھیر لیا تو ہم آپ کی شفاعت کے امیدوار کیسے ہوں گے؟ اس لیے بیوی کی خوشی کو چھوڑو، بیوی قبر میں نہیں اُترے گی، دفتر والوں کو چھوڑو، رزق خدا کے ہاتھ میں ہے، ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنے کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ جن کی ایک مٹھی ڈاڑھی نہیں ہے خدائے تعالیٰ انہیں رکھنے کی توفیق دے تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہوجائیں۔

جو ڈاڑھی رکھ لیتا ہے چوبیس گھنٹہ اِس عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو ڈاڑھی مُنڈاتا ہے چوبیس گھنٹے گناہ لکھا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر وقت گناہ کی حالت میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ**[۷] کہ میری تمام اُمت معافی کے قابل ہے مگر جو کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں میرے وہ امتی معافی کے قابل نہیں ہیں۔ یہ کس کا فرمان ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آہ! آج کھلم کھلا ڈاڑھی مُنڈا کر ہم لوگ نا قابل معافی اُمت بن رہے ہیں۔

دوستو! ڈاڑھی رکھنے کے بعد ان شاء اللہ آپ کے گال بھی آپ کو دعائیں دیں گے کیونکہ جب آدمی صبح صبح اُٹھتا ہے اور گال پکڑ کے اس پر لوہے کا بلیڈ چلاتا ہے، پہلے کوٹ کو سنگل کوٹ کہتے ہیں دوسرے کو ڈبل کوٹ کہتے ہیں اور تیسرے کو کھونٹی اُکھاڑ کوٹ کہتے ہیں۔ تو گال بھی بد دعا دیتے ہیں کہ کس ظالم سے پالا پڑا ہے۔ اللہ نے اتنا ملائم گال دیا ہے اس پر یہ ظالم تیز دھار دار لوہا پھیر رہا ہے۔

ڈاڑھی پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک مولوی صاحب ایک مسٹر سے ملنے گئے تو وہ اپنا بچہ لے آئے کہ مولوی صاحب دَم کر دو۔ وہ بچہ مولوی صاحب کو دیکھ کر رو دیا کیونکہ اس نے کبھی ڈاڑھی نہیں دیکھی تھی۔ تو مسٹر صاحب کہتے ہیں کہ مولوی صاحب! اسی لیے تو ہم ڈاڑھی نہیں رکھتے کیونکہ ڈاڑھی سے بچے بھی گھبراتے ہیں، اب ہمارا بچہ آپ کو دیکھ کر رونے لگا۔ تو مولانا نے کہا کہ یہ ڈاڑھی دیکھ کر نہیں رویا، آج اس کو ابّا مل گیا ہے، ابّا سے ڈر کر رویا ہے کیونکہ ابّا کی عظمت ہوتی ہے، بچے ماں سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا ابّا سے ڈرتے ہیں۔ تو مسٹر صاحب کہنے لگے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ بچہ آج ابّا سے ملا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب بچہ تمہارے گال دیکھتا ہے اور اپنی ماں کے گال دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ شاید میری دو امّاں ہیں، آج اُس کو پتہ چلا کہ ابّا کس کو کہتے ہیں، تمہارا گال اور تمہاری بیوی کا گال ایک جیسا ہی تو لگ رہا ہے، تو چھوٹے بچے نادان ہوتے ہیں، وہ بیچارے تو یہی سمجھتے ہیں کہ شاید میری دو اماں ہیں۔ تو دونوں دوست تھے خوب ہنسے۔ خیر یہ تو لطیفے کی بات ہو گئی۔

۷؎ أخرجه البخاري في صحيحه، ۲/۸۹۶ برقم (۶۰۹۸) في باب ستر المؤمن على نفسه (مطبوعه کتب خانه مظهری)

ایک بات اور ہے کہ مونچھوں کو بڑی نہ رکھیے۔ شیخ الحدیث صاحب نے اوجز المسالک شرح موطا امام مالک کی جلد نمبر چھ کتاب اللباس میں ایک حدیث نقل کی ہے، مَنْ طَوَّلَ شَارِبَہٗ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ جس نے بڑی مونچھیں رکھیں وہ میری شفاعت نہیں پائے گا۔ مگر بڑی مونچھ کی تعریف کیا ہے؟ اوپر والے ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے۔ یہ کنارہ مونچھوں سے ڈھکنے نہ پائے اور اگر مونچھیں برابر کرلیں تو سب سے افضل ہے، یہ مونچھوں کا اعلیٰ درجہ ہے۔ شیخ الحدیث صاحب کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ مونچھیں باریک رکھو، تھوڑی بڑی بھی ہوجائیں تو بھی جائز ہے لیکن اوپر والے ہونٹ کا کنارہ نہ چھپنے پائے۔

مردوں کے لیے ٹخنہ چھپانا حرام ہے

اب ایک کام اور کرنا ہے کہ ٹخنہ ہمیشہ کھلا رکھیں، پاجامہ، لنگی، عبا اور جبہ سے بھی ٹخنہ نہیں چھپنا چاہیے کیونکہ یہ حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں لکھا ہے فَاَمَّا ظَاھِرُ الْاَحَادِیْثِ یَدُلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْاِسْبَالِ، یعنی ٹخنہ کا چھپنا چاہے کبر سے ہو چاہے کبر سے نہ ہو ہر حال میں حرام ہے بلکہ کبر سے ہو تو ڈبل گناہِ کبیرہ ہے اور اگر کبر نہیں ہے تو بھی حرام ہے۔ امداد الفتاویٰ میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ اور ٹخنہ چھپانے سے ملتا کیا ہے؟ نہ دنیا کا کوئی فائدہ ہے نہ آخرت کا۔

والدین سے حسن سلوک کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم

ایک بات اور رہ گئی کہ ماں باپ سے کبھی بدتمیزی نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم اپنی عبادت کے ساتھ تمہارے ماں باپ کا حق بیان کررہے ہیں۔ وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ[۸] اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اِمَّا یَبْلُغَنَّ

---

۸ بنیٓ اسرآءیل: ۲۳

عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ تو انہیں اف تک نہ کہو، وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا اور نہ انہیں جھڑکو، وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا اور یہ دعا کرو "یارب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔" اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ماں باپ کے احسان کو بیان فرمایا ہے۔ انہیں کبھی اُف بھی نہ کہو، ان کو جھڑکو بھی مت اور ان سے عزت کے ساتھ بات کرو، ان کا اکرام کرو اور اپنے کندھوں کو ان کے سامنے پست رکھو، ان سے اکڑ کر بات مت کرو، انہیں آنکھیں مت دکھاؤ، کیونکہ جب تم چھوٹے تھے تب انہوں نے تمہیں کتنی مشقتیں اٹھا کر پالا تھا۔ اور ان کے لیے دعا بھی کرو کہ اے میرے رب! جیسے ماں باپ نے ہمیں بچپن میں پالا ہے آپ بھی ان پر رحمت نازل فرمائیں۔

امّت کی پریشانی کے اسباب

اب وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو ہمارے لیے تازیانۂ عبرت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے فرماتے ہیں مَتٰی اَلْقٰی اَحِبَّائِیْ کہ میں اپنے حبیبوں سے کب ملوں گا؟ حبیب پیارے کو کہتے ہیں، دوست کو کہتے ہیں، محبوب کو کہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا اَلَسْنَا اَحِبَّاءُكَ، کیا ہم آپ کے حبیب نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ، تم میرے صحابہ ہو۔ وَاَحِبَّائِیْ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بَعْدِیْ وَلَمْ یَرَوْنِیْ[۹] میرے اَحباء وہ ہیں جو میرے بعد مجھ پر ایمان لائیں گے اور انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔ بتائیے! ہم لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس لقب سے پکارا ہے۔ بتاؤ بھائی! اللہ کے رسول کا حبیب بننا ہے یا نہیں؟ تو کیا حبیب اور دوستوں کا یہی کام ہے؟ جس عظیم ذات نے ہمیں حبیب کے لقب

---

۹ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ۵۲/۱۴، رقم (۳۸۹۱۳)، مطبوعۃ مؤسسۃ الرسالۃ

سے نوازا ہے، ہم اُن کے دل کو نافرمانیاں کر کے ،ڈاڑھی منڈا کر، ہر وقت گانا بجانا کر کے دُکھائیں؟ گانے بجانے کو مٹانے کے لیے تو آپ بھیجے گئے ہیں اور آج ہر گھر میں گانا بجانا ہو رہا ہے اور دیواروں پر جانداروں کی تصویریں ٹنگی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے اُمت پریشان ہے۔ لہٰذا میرا ایک ہی جملہ سن لیجیے کہ زمین والے کبھی خوشی کا تصور بھی نہیں کر سکتے اگر آسمان والے کو ناراض کر رکھا ہے۔ میں یہ معمولی بات نہیں کر رہا ہوں، کسی کو دیکھ کر کہ صاحب فلاں شخص تو گانا بجانا کر کے اور شراب و زنا کر کے بھی عیش سے رہ رہا ہے، مرسیڈیز موٹر پر جا رہا ہے، وٹامن کھا کر موٹا تگڑا ہو رہا ہے۔ تو اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ جب دشمن ملک کا بادشاہ حملہ کرتا ہے تو بادشاہ ہی کو گرفتار کرتا ہے، سپاہی کو گرفتار نہیں کرتا۔ تو اللہ جس سے ناراض ہوتا ہے اُس کے جسم میں دل جو بادشاہ ہے اُس دل کا چین اُڑا دیتا ہے۔ اب وہ بریانی و پلاؤ کھا رہا ہے مگر اس کا دل پریشان ہے ؎

دل گلستاں تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالَم بیاباں ہو گیا

اور ؎

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہو گیا

بریانی اور شامی کباب کھانے والے، مرسیڈیز پر گھومنے والے جو لوگ نماز روزہ نہیں کر رہے ہیں، اللہ کو خوش نہیں کر رہے ہیں، واللہ کہتا ہوں، ان کے سر پر قرآن رکھ کر پوچھ لو کہ کیا ان کے دل کو چین حاصل ہے؟ ایک شخص جو دو دو ملوں کا مالک ہے، بے شمار مال و دولت ہے، کاروں کی بہت بڑی تعداد ہے، ایک دن میرے پاس آیا، اُس وقت میرے شیخ زندہ تھے۔ اُس نے کہا کہ اگر آپ نے اپنے حضرت سے دُعا نہ کروائی تو میں خودکشی کر لوں گا۔ میں نے کہا کہ تمہاری تو فیکٹریاں فیصل آباد میں، لاہور میں، کراچی میں ہیں، تم تو بہت مالدار آدمی ہو، تم کو کیا پریشانی ہے؟ اُس نے کہا کہ صاحب! دل کا چین اللہ کے ہاتھ میں ہے، پریشانی کے کچھ اسباب ہیں جن کی وجہ سے میرا دل ہر وقت پریشان رہتا ہے۔ اس لیے دوستو! یہی عرض کرتا ہوں ؎

وہ گرمیِ ہجراں وہ تیری یاد کی خنکی
جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

اللہ کو یاد کرنے والے دھوپ میں بھی چلیں گے تو دل میں اللہ کے نام کا ایئرکنڈیشن ہو گا، کھال تو گرم ہو جائے گی مگر دل ٹھنڈا رہے گا اور خدا کو ناراض کر کے ایئرکنڈیشن میں رہنے والوں کی کھال تو ٹھنڈی ہو گی لیکن خدا اُن کا دل پریشانیوں سے گرم رکھے گا۔

اب میں مضمون ختم کرتا ہوں کیونکہ اب میرے اندر وہ جان نہیں ہے جو پہلے تھی۔ آج سے چند سال پہلے آپ مجھ سے کئی کئی گھنٹے بیان سن لیتے تھے، اب میں آہستہ آہستہ کمزور ہو رہا ہوں لیکن اللہ کا کرم اور اُس کی شان عجیب ہے، وہ چاہے تو بادلوں سے دس ٹن پانی برسادے مگر سیپ میں ایک قطرہ بھی موتی نہ بنے اور وہ چاہے تو ایک کلو پانی برسائے اور اس کا ایک قطرہ سیپ کے منہ میں ڈال کر دس کروڑ کا موتی بنادے۔ اگر اُس کا کرم شاملِ حال ہو تو میری ایک ہی آہ مجھ کو بھی اور آپ کو بھی صاحبِ نسبت کر دے۔

بس اب دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا ظاہر بھی اولیاء اللہ جیسا بنادے اور باطن بھی اولیاء اللہ جیسا بنادے۔ اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے چین عطا فرما دیجیے اور ہماری دنیا بھی بنا دیجیے اور آخرت بھی بنا دیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

"اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔"

پُرسکون زندگی گزاریں!

اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین، سکون اور اطمینان صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان والی زندگی گزار سکتے ہیں۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت کرسکتے ہیں۔

اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ علیٰحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔

مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:

34975758،34975658،34975221

موجودہ دور میں دنیا کے ہر انسان کا مشترکہ مسئلہ اطمینان وسکون کا حصول ہے۔ ہر شخص، ہر وقت، ہر عمل کے ذریعہ حصولِ سکون کی جستجو میں مصروف عمل ہے۔ لیکن اس ساری تگ ودو کے باوجود اس گوہر مراد کا ہاتھ نہ آنا حیران کن امر ہے۔ ہزاروں طریقے اختیار کرنے اور سکون بخش دواؤں کے استعمال کے بعد بھی بے سکونی اپنی جگہ موجود ہے۔

ان ساری کاوشوں سے ظاہر ہوگیا کہ سکون کا حصول انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے بلکہ عطیۂ خداوندی ہے۔ خدا سے خدا کے اس عطیہ کو حاصل کرنے کے لیے کیا طریقے اختیار کیے جائیں، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ اسی کی رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن اور حدیث کے حوالوں سے مدلل یہ وعظ بلاشبہ حصولِ سکون کا آسمانی نسخہ ہے۔

ناشر

کتب خانہ مظہری